السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قرآن کریم میں ہے ''اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں، وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلادیں۔'' (البقرۃ:۱۸۴) اس آیت کی رو سے تندرست اور طاقتور شخص کو روزہ رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا ہے، جبکہ ہمارے ہاں معمول اس کے خلاف ہے، اس کی وضاحت کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

فرضیت روزہ کے ابتدائی دور میں روزہ فرض تو تھا مگر کوئی شخص بلا عذر روزہ چھوڑنا چاہتا تو اسے اجازت تھی کہ روزہ نہ رکھے۔ لیکن اس صورت میں اسے فدیہ دینا پڑتا تھا جیسا کہ ابن ابی لیلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

[1]''جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو انہیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، پھر اگر کوئی مالدار ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا تو وہ روزہ نہ رکھتا، انہیں اس امر کی رخصت تھی۔''

لیکن اس کے بعد دوسری آیت اتری تو اس رخصت کو ختم کر دیا گیا جیسا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

[2]''جب یہ آیت اتری ''اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ روزہ کے بدلے کسی محتاج کو کھانا کھلا دیں۔

[3]''تو ہم میں سے جو شخص روزے نہ رکھنا چاہتا وہ فدیہ دے دیتا حتیٰ کہ اس کے بعد والی آیت اتری تو اس نے اس رخصت کو منسوخ کر دیا۔

وہ آیت یہ ہے: (ترجمہ) ''تم میں سے جو شخص اس مہینے میں موجود ہو وہ لازماً روزہ رکھے۔'' اس آیت کریمہ کے ذریعے ہر تندرست اور گھر میں موجود شخص کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو گیا۔ البتہ یہ رخصت اس شخص کے لیے باقی ہے جو انتہائی ضعیف ہونے کی وجہ سے روزہ نبھا نہیں سکتا اور اس کی بحالیٔ صحت کی بھی کوئی امید نہیں۔ مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ انتہائی ذہین وفطین تھے اور انہیں فہمِ قرآن کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا بھی حاصل تھی۔ انھوں نے اس آیت کا مفہوم بایں طور بیان کیا ہے، جس میں نسخ وغیرہ کا شبہ نہیں ہوتا۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ اس سے مراد انتہائی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، ان کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ ہر دن کسی محتاج اور مسکین کو کھانا کھلا دیں۔[4]

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بوڑھے ہوگئے تو رمضان میں روزہ نہ رکھتے اور اس کے بدلے ایک مسکین کو ہر دن کھانا کھلا دیتے تھے۔[5]

ایک دوسری روایت میں اس کی مزید وضاحت ہے، آپ فرماتے ہیں:

آیت کریمہ میں ''علی الذین یطیقونہ'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھنے میں انتہائی مشقت محسوس کریں، وہ روزہ رکھنے کے بجائے ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیں اور اس سے اگلے الفاظ ''جو شخص خوشی سے نیکی کرے تو اچھی بات ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایک سے زائد مسکین کا کھانا فدیہ میں دے دے تو بہت اچھا ہے۔ بہر حال یہ آیت منسوخ نہیں، بلکہ یہ رخصت اس شخص کو ہے جو انتہائی بڑھاپے کی وجہ سے روزہ برداشت نہیں کر سکتا یا وہ مریض جس کی صحت یابی کی کوئی امید نہیں۔[6]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو معنی بیان کیا ہے وہ عربی لغت سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ خاصیات ابواب میں ایک خاصہ ''سلب ماخذ'' ہے جیسا کہ اشکیت کا معنی شکایت کو دور کرنا ہے، اسی طرح یطیقونہ کا معنی یہ ہے کہ جو روزے رکھنے کی طاقت اور ہمت نہیں رکھتے۔ لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر اپنی جگہ درست ہے، آیت میں دونوں معانی کا احتمال موجود ہے۔ اگر پہلا معنی مراد لیں تو یہ آیت منسوخ ہے جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے تو اس آیت کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف ہے۔

---

[1] بخاری، الصوم باب نمبر ۳۹۔

[2] البقرۃ: ۱۸۴۔

[3] نسائی، الصیام: ۲۳۱۸۔

[4] بخاری، الصوم: ۴۵۰۵۔

[5] فتح الباری ص ۲۲۵، ج ۸۔

[6] نسائی، الصیام: ۲۳۱۹۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:235

محدث فتویٰ